اسلامی ایران کی فتحِ مبین اور ریاستِ اسلامی کی برکات

تو را است معجزہ در کف، ز ساحران مهراس

عصا بیفکن و از بیم اژدها مگریز

امریکا اور اسرائیل کی ایٹمی اور عسکری ہیبت کے مقابلے میں ایران کی حالیہ کامیابی اور استقامت نے مغربی حلقوں کو ششدر کر دیا ہے۔ یہ خود عالمِ اسلام اور ایران کے دوستوں کے لیے بھی کم باعثِ تعجب نہیں۔ یہ بات سب جانتے تھے کہ ایران آبنائے ہرمز بند کرنے اور دفاعی مزاحمت کی صلاحیت رکھتا ہے، لیکن نظری امکان کو عملی حقیقت میں بدلنا اور مفروضے کو واقعہ بنا دینا دو الگ باتیں ہیں۔

شکاگو یونیورسٹی کے ماہرِ بین الاقوامی سیاسیات پروفیسر رابرٹ پیپ نے نیویارک ٹائمز میں لکھا کہ اس معرکے کے بعد ایران دنیا کی چوتھی بڑی طاقت بننے کی راہ پر گامزن ہے اور امریکا کے لیے اسے روکنا تقریباً ناممکن ہو چکا ہے۔ نیو کونز کے مرکزی مفکر رابرٹ کیگن نے بھی اعتراف کیا کہ "امریکا یہ جنگ ہار چکا ہے۔" یہ اعتراف بدلتی ہوئی عالمی حقیقت پر مہرِ تصدیق ثبت کرتا ہے۔

تہذیبی ورثہ یا دینی نظام؟

اس استقامت کے اسباب پر بحث کرتے ہوئے اکثر مبصرین اسے ایران کی پانچ ہزار سالہ تہذیب کا اثر قرار دیتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ قدیم تہذیبیں پائیدار ہوتی ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ قاجار خاندان کے دور میں بھی یہی ایران تھا جہاں فیصلے عالمی طاقتیں کیا کرتی تھیں۔ محمد رضا شاہ پہلوی کے عہد میں بھی ایران عملاً امریکا کی کالونی تھا۔ تہذیب اس وقت بھی موجود تھی، مگر وہ استعماری پیش قدمی نہ روک سکی۔

کچھ تجزیہ نگار اس کا سبب ایران کی مذہبی ساخت یعنی تشیع کو قرار دیتے ہیں۔ امام خمینیؒ کی فکر، روحِ کربلا اور جذبۂ شہادت نے عوامی تحریک میں بنیادی کردار ادا کیا، لیکن اگر محض مذہبی فکر

کافی ہوتی تو عراق کی روایتی مذہبی وسیاسی قیادت بھی سامراجی بالادستی کے سامنے اسی طرح نہ جھکتی۔

کچھ حلقے اس کامیابی کو محض عسکری اور تکنیکی ترقی، یعنی میزائل اور ڈرون پروگرام سے منسوب کرتے ہیں، لیکن یہ ٹیکنالوجی خود کہاں سے آئی؟ محمد رضا شاہ کے دور میں بھی امریکی اسلحہ اور تربیت میسر تھی، مگر یہ صلاحیت ایران کی اپنی نہیں تھی، نہ اس پر ایران کا اپنا اختیار تھا۔ عسکری قوت بذاتِ خود کوئی خود مختار سبب نہیں بلکہ اس ریاستی نظم کا نتیجہ ہے جو اسے پیدا کرتا اور برقرار رکھتا ہے۔

ریاستِ اسلامی: قوت کا اصل سرچشمہ

فیصلہ کن عنصر نہ فارسی تہذیب ہے، نہ مجرد تشیع اور نہ محض عسکری ٹیکنالوجی بلکہ وہ اسلامی ریاست ہے جو معاشرتی قوت کو ایک واحد سیاسی و نظریاتی نظام کے تحت مرتکز کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ یہ ریاست ۱۹۷۹ء کے اسلامی انقلاب کے نتیجے میں وجود میں آئی۔

سامراج اصلاحی اور دعوتی اسلامی تحریکوں کو برداشت کر سکتا ہے اور مصلحین کے ساتھ سمجھوتے کی اس کی ایک طویل تاریخ ہے، لیکن جب مصلحین کے ہاتھ میں ریاست کی قوت آجائے تو یہ سمجھوتہ برقرار نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان، ترکی اور مصر جیسی غیر اسلامی مسلم ریاستیں باج گزار بن کر سرمایہ دارانہ نظام میں ضم ہو سکتی ہیں، لیکن ایران جیسی اسلامی ریاست کا استحکام سامراج کے لیے بنیادی خطرہ بن جاتا ہے۔

قوت کا ارتکاز: ریاست ہی وہ واحد اجتماعی ادارہ ہے جو کسی بھی گروہ کی سیاسی، عسکری، معاشی، سائنسی اور فکری صلاحیتوں کو ایک وحدت میں منظم کر کے انہیں ایک مشترک مقصد کے تابع بنا سکتا ہے۔

سرمایہ دارانہ اور قوم پرستانہ فکر کی حدود: قومی ریاستیں اور قوم پرستی دراصل سرمایہ دارانہ فکر کا حصہ ہیں۔ ان میں قربانی اور برداشت کا جذبہ ایک حد تک ہی ممکن ہے کیونکہ وہاں آخرت کا کوئی پختہ تصور موجود نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ قوم پرستانہ تحریکیں بالآخر عالمی سرمایہ

دارانہ نظام اور سامراجی جبر کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتی ہیں۔

خود انحصاری اور بصیرت: ولایتِ فقیہ اور علماء کی قیادت میں قائم اس نظام کی سب سے بڑی برکت یہ رہی کہ امام خامنہ ای کی بصیرت اور حکمتِ عملی کے تحت ایران نے چین یا روس جیسی سرمایہ دارانہ طاقتوں پر مکمل انحصار کرنے کے بجائے خود ساختہ ٹیکنالوجی، میزائل پروگرام اور شاہد ڈرون جیسی ایجادات پر بھروسا کیا۔ ایران جانتا تھا کہ روس اور چین جیسے ممالک صرف اپنے مفاد کی حد تک ساتھ دیتے ہیں۔

عالمِ اسلام اور پاکستان کے لیے سبق

ایران کا تجربہ ثابت کرتا ہے کہ ایک طاقتور، ہمہ جہت اور علماء کی قیادت کے تحت اسلامی ریاست کے بغیر نہ سامراجی جبر کا مقابلہ ممکن ہے اور نہ تکنیکی و سائنسی خود مختاری حاصل کی جا سکتی ہے۔

آج پاکستان سمیت پورے عالمِ اسلام کے سامنے یہ روشن سبق موجود ہے کہ پاکستان کے پاس جوہری ہتھیار اور عسکری وسائل تو موجود ہیں، لیکن اسلامی فکری بنیاد، آزاد اقتصادی و سیاسی نظام اور ریاستِ اسلامی کے ڈھانچے کے بغیر وہ آئی ایم ایف اور امریکی دباؤ کا یرغمال بنا ہوا ہے۔ جب تک عسکری اور طبیعی وسائل کے پیچھے ایک مضبوط اسلامی ریاست کی قوت موجود نہ ہو، معاشرے کی حقیقی صلاحیتوں کو سامراج کے خلاف متحرک کرنا ناممکن رہے گا۔

ایران کی فتحِ مبین اس حقیقت کا عملی ثبوت ہے کہ اسلام محض انفرادی عبادات کا نام نہیں بلکہ جب وہ ریاست اور نظام کی صورت اختیار کرتا ہے تو ہی حق، بصیرت اور اجتماعی قوت کا سرچشمہ بنتا ہے۔